رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳

REGISTERED NO A 783



ضعیفی دور کرنے کی تدابیر

مع ۲۲ تصاویر

موت کو تو کوئی روک نہیں سکتا لیکن لوگ یکہ ساعتہ اول نے ضعیفی دور کرنے کی ترکیب نکال ہی ڈالی ہے جاربائی پر پڑے پڑے بھی اعضا کو حرکت دیتے ہیں جیسا کہ ضعیفی کی شکایت اور کبھی دیگر بیماریوں کا نتیجہ ہے اعضا کو کسی طریقہ پر حرکت دینی چاہیے اسکے واسطے کتاب میں جو تین تصاویر دی ہوئی ہیں کسی استاد کے سکھلانے کی ضرورت نہیں بلکہ یہ کتاب پڑھ کر ہر بیماری کیواسطے نہایت مفید ورزش ... پھر ... ورزش کرنے ... کی وجہ سے ... دیگر امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں ... مطابق ورزش کر کے بہت فائدہ حاصل کیا ہے ... اس کتاب ... بڑھاپا دور ہو سکتا ہے۔ اس کتاب کی صفات کو دیکھتے ہوئے بھی ... اسکی قیمت صرف ... [illegible]

ملنے کا پتہ

سکھ سنچارک کمپنی متھرا

آپ بالکل غلطی پر ہیں

کہ تمام اشتہاری ادویہ بیفائدہ ہیں اگر آپ ایک دفعہ ... سراج ... گولیوں کو استعمال کریں تو معلوم کریں گے کہ ... غلطی پر تھا ... گولیاں شرطیہ طور پر قبضیت ... خون ... کی خرابی۔ جریان ... سرعت انزال ... وغیرہ ... امراض کو ... دور کر کے ... کی طاقت و توانائی ... بخشتی ہیں۔ قیمت فی ڈبیہ ... گولیاں صرف ایک روپیہ ۵ ڈبیاں ... [illegible]

دو شاستری شنکر گووند جی ... [illegible]

شاہی جز لیسٹ از بیغمبری

لکھنؤ کے مشہور شاعر ... [illegible]

قیمت ... علاوہ محصول

المشتہر:۔ منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

نوجوانو

... [illegible] ... اگر آپ کو اشتہاری ... نے ... آپ ... ہم آپ کے لیے رسالہ **قوت باہ عظمتی** پیش کرتے ہیں۔ جس میں مشرق ومغرب کے جدید وقدیم حکیموں اور ڈاکٹروں ... کے ... تجربات ... جمع کیا گیا ہے جو عورت ومرد کی ... سے تعلق رکھتی ہیں۔ رسالہ ... قوت صحبت ... لذات ... اولاد ... بچے پیدا کرنے کی تدابیر ... [illegible]

عزیز خریدار اور میں

عزیز خریدار ... صاحب ... [illegible]

... تمباکو کی گولیاں ... [illegible]

مرزا ارتضیٰ خاں تاجر تمباکو لکھنؤ

تار کا پتہ ... لکھنؤ

شرطیہ علاج اور دوا مفت

... [illegible] ... **شباب** ... [illegible]

لکھنؤ کے نادر اشیاء

پرانی اصلی چینی کے برتن شال قلمی خوشخط قدیم کتابیں اور دیگر نادر اشیاء جو کبھی لکھنؤ کے امراء کو فخر وناز تھا ہمارے ذریعہ سے بکفایت وصدق معاملہ مل سکتے ہیں ان اشیاء کے علاوہ لکھنؤ کی تمام مشہور چیزیں مثلاً چکن عطر۔ ادویہ مرکب۔ تمباکو خوردنی ... ریشمی سوتی۔ تمام مشہور مصنفین کی کتابیں آرڈر آنے پر روانہ کی جاتی ہیں۔ فہرست مفت روانہ ہوگی

المشتہر

ینگ مین جنرل ایجنسی ... لکھنؤ

جلد ۱۱ مضامین غیر نمبر ۲۲
پنجشنبہ ۱۰ جون ۱۹۲۶ء

تو پڑھ نماز نیچرل

(گزشتہ سے پیوستہ)

سر مزار بیکساں — بیان بیکسی رائیگاں
پس غبار کارواں — بہ سکان شاہراں
نشان پائے گمرہاں — فروغ چشم خونفشاں
وفور درد بے زباں — عروج نقل بے زباں
کبھی یہاں کبھی وہاں — تو پڑھ نماز نیچرل

اگر جگر میں درد ہے — اگر نظر میں درد ہے
اگر اثر میں درد ہے — اگر کمر میں درد ہے
اگر خبر میں درد ہے — اگر سفر میں درد ہے
اگر خطر میں درد ہے — اگر سحر میں درد ہے
اگر کمر میں درد ہے — تو پڑھ نماز نیچرل

کسی کا ہے تو نام کیوں — بنا ہے تو غلام کیوں
بھلا کرے تو کام کیوں — حلال کیوں حرام کیوں
وضو کا اہتمام کیوں — عبث صیام کیوں
زباں میں لگام کیوں — عبث دوام کیوں
بے فکر پیش امام کیوں — تو پڑھ نماز نیچرل

تجھے کسی کا خوف کیا — تری نظر ہے خود بلا
ترا اثر ہے جا بجا — نگاہ تیری ستر سا
جمال تیرا فتنہ زا — خیال تیرا دیوتا
کسی سے تجھ کو واسطا؟ — خیال کیوں ہے حشر کا
چڑھا کے جام ایک تا — تو پڑھ نماز نیچرل

جو تجھ کو عشق حور ہے — جو تجھ کو کچھ شعور ہے
اگر شب میں چور ہے — ملال ہے سرور ہے
حسد کا کیوں وفور ہے — خطا نہیں قصور ہے
جو عکس شمع طور ہے — حرم میں کیا ضرور ہے
تری خرد سے دور ہے — تو پڑھ نماز نیچرل

تو تہمد رعل کے سوٹ میں — ہرن گھڑی کے بوٹ میں
تو کرسیوں کی اوٹ میں — تو لاٹھیوں کی چھوٹ میں
تو دار میں تو کوٹ میں — تو شاعروں کے جھوٹ میں
برادری کی پھوٹ میں — عدالتوں کی لوٹ میں
ولایتی فروٹ میں — تو پڑھ نماز نیچرل

ہوائے عطر بار میں — مدرسوں کی مار میں
تلون نگار میں — کبھی کبھی مزار میں
گرہ سے میں اور غار میں — خزاں میں اور بہار میں
سواد خط یار میں — فراق و انتظار میں
خراش نوک خار میں — تو پڑھ نماز نیچرل

تو ہر چہ باد ہائے میں — تو کجلی میں تو واد میں
تو نفس کے جہاد میں — تو مذہبی فساد میں
تو نفس کی مراد میں — تو عقل کے فساد میں
تمدنی مواد میں — حرم سرائے ... میں
گرمیوں کی یاد میں — تو پڑھ نماز نیچرل

قلم میں اور دوات میں — تو پانچ میں تو سات میں
خوشی میں اور برات میں — طلاق میں برات میں
فضائے ششش جہات میں — چچا میاں کی لات میں
ہنسی خوشی کی بات میں — تو موذیوں کی گھات میں
گر اندھیری رات میں — تو پڑھ نماز نیچرل

تو لیڈروں کے بھیس میں — تو لانبے لانبے کیس میں
تو دیس میں بدیس میں — تو جوتے میں اور ریس میں
تو رجحیت میں تو فیس میں — تو لاک میں سر پیس میں
مفاد کا نگریس میں — تو ایم میں تو ایس میں
رلیج کے کمیس میں — تو پڑھ نماز نیچرل

راقم — تیمور مصطفیٰ آبادی
تمت — نیچرل از [illegible]

اپنی اپنی سمجھ

ایک لڑکی اپنے چھوٹے بھائی کو بیٹھی کھلا رہی تھی یہ سکی اس مکان کے اندر تھی۔ ایک مہمان صاحب تشریف لائے اور پوچھا "بیٹی اس بچہ کی عمر کیا ہے؟" لڑکی آجکل کے فیشن سے واقف تھی جواب دیا۔ "ابھی صاحب یہ کسی عمر کا نہیں ہے۔ اسی سال کا ہوا ہے"

—

صاحب خانہ اور انکی بیوی روز دیکھا کرتے کہ انکے باورچیخانہ میں شام کو ایک پولیس کا چپراسی آیا کرتا ہے۔ تشویش ہوئی۔ انھوں نے اپنی بیوی سے کہا کہ ماما سے وجہ دریافت کرو۔ پوچھنے پر ماما نے جواب دیا "شاید پولیس والے کو یہ شبہ ہے کہ میں نے کام میں غفلت کی تھی۔ اسی سے آکر دیکھ لیتا ہے"

—

دو نواب تھے اور انھوں نے دریافت کیا "شبلی! تم بتاؤ کون ہو کرنا لائق ہے؟" شبلی نے فوراً دونوں لارڈوں کا ہاتھ تھام لیا اور قسم کھا کر کہا "حضور میں دونوں کے درمیاں میں ہوں"

—

ہندو ماما نے "بابا رام سرن کو پوری میں جوتے کھلائے۔ مگر بابا کو خرم ... کی تمیز کہ پوری میں کھانے کے نام سے اور کچھ نہ مل سکا۔ بھوک بڑی بلا ہے"

—

جلا کے جواب دیا "چلو رفتان ہو یہ خیال غلط ہے کہ صاحبن تھا امریکہ اور فرش والے یورپ کے مرہجنے سلاطین تھے۔"

—

میں تم کو نوکر رکھ سکتا ہوں۔ مگر تمہارے پاس منشی صاحب یر ہزار کا سرٹیفکٹ نہیں ہے۔ "حضور سرٹیفکٹ کی ضرورت ہی کیا ہے؟ وہکی طلائی گھڑی میں دکھا سکتا ہوں جسمیں انکا نام کھدا ہوا ہے"

—



دشنا باش جب تک آئندہ میں سانس ہے یہی کھیل رہے گا ہوا نکل جانے کے بعد دیکھا جائے گا

میاں بی بی رات کو سو رہے تھے۔ کچھ کھٹکا ہوا۔ بی بی نے کہا "دیکھو تو شاید کوئی چور ہے" میاں نے کمرے کے قریب پہونچ کے آواز دی "کون ہے؟" جواب ملا "کوئی نہیں" جواب قابل اطمینان تھا۔ صرف صبح کو چند چیزیں گھر سے غائب تھیں معلوم نہیں کیا اتفاق ہوا؟ "بچین"

—

پچھلی مرتبہ جب کلکتہ میں ہندو اور مسلمان لڑے تھے تو شراب کی دوکانیں بند ہو گئی تھیں اور اگر پھر لڑائی ہو گی تو غالباً یہ دوکانیں بند ہو جائینگی امید کوئی ہے کہ کمسے کم شرابی تو شراب نہ ملنے کے خوف سے لڑنے کی ہمت نہ کرینگے۔

انساں خراب ہی کے نہ کیوں خود و فکر کرے
اک شر خراب ہی ہے تو اک شر شہر میں ہے

—

ایک مرتبہ شبلی تفریح کے لیے جلد ہی مجتی باوریں

دھرے گئے دل خانہ خراب کے بدلے

حضرت شیخ۔ دو ناند تو خدا جانے کس کھوہیں چلا گیا جب تک پکی کہ ناریہ عاشق اپنے معشوق کو خبر دیتا تھا "مرتے ہیں" ہچکی اور جمہائی کی میانجی گری موقوف۔ اب ٹیلیفون پڑے رہنگی جنہیں عاشق ہونے کی خبر دی جاتی ہے چنانچہ بمبئی کی اخباری خبر ہے کہ ایک انکے عاشق صاحب

کسی صاحبن کے پاس خیر خواہ مقروض پہنچے۔ (۱) "صاحب مجھے اپنے پڑوسی سے لڑنا ہے۔ لہذا روپیہ عنایت کیجیے"

(۲) "جناب! میں کمزور ہوں حریف زبردست ہے۔ لہذا مالی قوت درکار ہے"

(۳) "لالہ ایک کروڑ لاؤ۔ بھری پڑی ریاست تھوڑا سا زر خرچ کرنے پر قبضے میں آ سکتی ہے"

غرض سب خیر اور ناصب تھے۔ صاحبن نے

کسی پارسی لیڈی پر بے طرح زلفیہ ہو گئے۔

آ گیا جی اجی وہ جی ہی تو ہے

سنتے ہیں کہ آپ ہیڈ پولیس آفس کرا فورڈ مارکٹ میں ٹیلیفون آپریٹر کے عہدے پر معین ہیں لہذا بوسہ بہ پیام کا موقع آپ کو ہر وقت حاصل تھا۔ صبح شام دوپہر غرض جب اشتیاق ہم سخنی جوش میں آیا آپ نے ٹیلیفون کا معشوق ہاتھ میں اٹھایا اور ادھر صوتکا "اجی کیا کرتی ہو تمہارے ہجر میں جان بیکنٹھ کی سیر کرنے والی ہے سہ

مرتا ہوں ترے ہجر میں اے یار خبر لے

دوسری طرف سے جواب ملا تجلسا بھی ملا تو کچھ مضائقہ نہیں کیا سنئے کہ نفس مسیح اثر پتی بار کے گدھے پر سوار ہو کے عاشق مردہ دل کے کانوں تک پہونچ گیا یہ چھوٹی سی بات نہیں ہے رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ مشتاق ہر وقت گوش بر آواز رہنے لگا۔ پھر یہ طلسم گھنٹی کی ٹن ٹن سے نامہربان لیڈی جاچا گئی اور اس نے اپنے ایک پڑوسی کو تمام واقعہ سے آگاہ کر دیا۔ پڑوسی نے ٹیلیفون منیجر سے بادپیں کی آخر ایک مرتبہ سات بجے شام کو بیمار ہجر نے "ادب لطیف" میں گفتگو شروع کی اور بقول عالم علم نفسیات "جذبات عریاں" کی تصویر یوں بزبان حال یوں کھینچی "اے بے وفا تیرے نظارۂ جسم سے میری نگاہ مرتعش بار لذت پوش جنائی ہو چکی جس کی تجھے خبر نہیں۔ تیری موسیقی نواز نم آلود آنکھوں کا خیال جگر پاش جب دل مہر نا آشنا کی دم میں رسن بے نقاب ہاں رسن بے نقاب کا کشاکشا آویزاں کرتا ہے تو حقیقت و مجاز میں مبارز طلبی ہونے لگتی ہے۔ خلوت سرائے سینہ میں طفل دل جھنجھنا بجاتا اور مکمل تکمیل وہی چاکن کھیلنے لگتا ہے مگر بیاد بود میری عشق میں رباح تکمیں آزما کے بیلنے پڑا آتا ہے اور جو کچھ میں کہنا چاہتا ہوں نہیں کہہ سکتا کسی طرح نہیں کہہ سکتا۔ اف آہ۔ اے میرے ترنم محبت کے نغمہ دستاں آ اور مجھ سے وعدہ کر کہ اپنی بزم ناز میں کس وقت مجھ کو ہم آغوش حضوری سے مشرف ہونے دے گی"

اس درخواست کا جواب اب کی صاف صاف مل گیا کہ ۱۱ بجے رات کو تشریف لائیے اسوقت پنکھا ہاتھ میں ہوگا یہی علامت ہے" ادھر سے یہ جواب دیا گیا ادھر پڑوسی نے ٹیلیفون منیجر سے اتصال کا نمبر پوچھ لیا۔ بے قرار عاشق صاحب دام میں پھنسنے گیارہ بجے حسب وعدہ اپنی شامت سمیت تشریف لائے نتیجہ وہی ہوا جو لازمی تھا یعنی سہ

لگا کے آدمیاں کا پھندا لونگی لٹیں پھنسا کمارا

خبر گرم ہے کہ عاشق شوریدہ سر کی نوکری تو نذر عشق ہو چکی مگر معاملہ یہیں تک ختم ہوگا لیڈی کی طرف سے مقدمہ دائر ہوگا اور اس طرح دمثل عشق کی بائی کچائی نکلے گی عجب نہیں کہ آشفتہ سری کا فاسد مواد کلیۃً مستاصل ہو جائے سہ

خراب ناز دیا مال ادا ہی کند مارا
خدا رسوا کند دل را کہ رسوا میکند مارا

راقم
عشق الدین

موتیا بند
یعنی
تبصرۂ شعر الہند

(نمبر ۳)

(تتمہ ۳ جون ۱۹۲۶ء)

چو لشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطا ست
سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجا ست

دیباچہ میں مصنف صاحب نے اپنی کتاب کے ماخذ کی فہرست دی ہے اسی محل پر انھیں بعض دیگر کتب کا نام بھی تحریر کر دینا تھا جنکے منقولات شعر الہند میں بحث کی گئی ہے مثلاً تاریخ شعرائے اردو جسکے مصنف یا مؤلف کا نام پہلے کہیں لیا نہیں گیا۔ مگر پہلے باب "(صفحہ ۱۲) کی پاورقی میں یک بیک ابھار دکھائی دیتا ہے۔ یہ تاریخ کب لکھی گئی کس نے لکھی چھپ گئی ہے یا قلمی ہے۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہ اسکا وجود حضرت مصنف کے سینے کی الماری میں ہے یا درحقیقت کسی کتاب خانے کی الماری میں ؟

بدگمانی کا دعوے یہ ہے کہ عالم خیال میں اس کتاب کا وجود ضرور ہے اور جب خیالی میراث تقسیم ہو رہی تھی اسوقت حضرت مصنف کو دارالمصنفین کے ردی خانہ میں یہ کتاب نظر آگئی چنانچہ اسکے تاریخی افادات قابل غور ہیں۔

جناب مصنف فرماتے ہیں: "اردو زبان کا محل خاکہ اگرچہ عالمگیر کے زمانے میں تیار ہوا لیکن اس زبان کی داغ بیل عالمگیر کے زمانے سے بہت پہلے پڑ چکی تھی۔ اور تیمور کے زمانہ تک دکن میں مسلمانوں اور ہندوؤں کے اختلاط سے ایک مستقل زبان پیدا ہو کر ان تمام شہروں میں پھیل چکی تھی جو مسلمانوں کے زیر اقتدار تھے"

زیر اقتدار کی لفظ پر سلا کا نشان ہے اور پاورقی حاشیہ میں یہ عبارت ہے "تاریخ شعرائے اردو صفحہ ۱۵"

اب اس وجود ذہنی کے برکات ملاحظہ ہوں کہ "اردو شاعری کا آغاز" بیان ہو رہا ہے گر آغاز تو رہا مجہول البتہ انجام تیمور کے زمانہ تک معلوم ہو گیا۔ خدا ہی جانے کہ اردو زبان کب سے مروج تھی جو تیمور کے زمانہ تک تمام شہروں میں پھیل چکی تھی۔ علاوہ اسکے تیمور کے زمانہ سے اکبر اعظم کے زمانہ تک جو فرق ہے اسکا حال بالکل مجمل ہے کہ اتنی مدت تک اردو کمبخت کیا کرتی رہی۔ اگر یہ بھی لکھ دیتے کہ اتنے زمانے تک اردو دار المصنفین کے غیر موجود فی الخارج مصنفین کے ساتھ بڑوڈنگا کھیلتی رہی (دیکھو صفحہ ۴۰۰۰ تاریخ شعرائے اردو) تو کیا قاضی گلہ کرتا۔ اور کون تھا جو صحت نقل کا ثبوت مانگتا۔

اس عبارت کے بعد لکھتے ہیں کہ تیمور کے بعد شمالی ہند میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے قدرتی اختلاط کے علاوہ اکبر کے زمانے میں مختلف قوموں کے اختلاط کا ایک مصنوعی سبب اور پیدا ہو گیا

پہلے اکبر نے شہر میں ایک زنانہ بازار قائم کیا جس میں بھی عربی ترکی اور ہندی عورتیں دوکانیں لگا کر بیٹھتی تھیں اور بیگمات شاہی اُمرا کی بی بیاں اور محل کے تمام لوگ آکر انھیں خرید و فروخت کرتے تھے۔

ہم نے جہاں تک غور کیا یہ کوئی مصنوعی سبب نہیں ہے۔ بلکہ واقعی مصنوعی ہے بلکہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ زبانوں کے مخلوط ہو جانے سے اُردو کی تکوین ہوئی زبانیں قائم ہو جانے کے سبب تبدیل نہیں ہوا وہ بجائے خود برقرار ہے۔ عہد تیموری اور عہد اکبری کے درمیان دو سو برس کا فاصلہ ہے۔ کوئی زبان وضع پا جانے کے بعد بغیر کسی قوی سبب کے متروک یا مفقود نہیں ہوتی۔ سلطان محمود سبکتگین کے وقت سے مسلمانوں کی آمد و رفت کا ہندوستان میں تانتا بندھ گیا تھا۔ اور پھر یہ سلسلہ کبھی موقوف نہ ہوا۔ باہمی معاملت کی وجہ سے تو واردین غلامے ملکوں کو ضرورت تھی کہ وہ میزبانوں کی زبان حاصل کریں مفتوح میزبان بھی مجبور تھے کہ فاتح مہمانوں کے خیالات سے مطلع ہوں۔ کچھ دنوں رفتہ رفتہ آمد کام چلا پھر رہنے سہنے اور ہمیشہ کے لیے جا بجا نازل ہو جانے کے باعث ایک کی زبان میں ہندی الفاظ کا اور دوسرے کی زبان میں ترکی یا فارسی الفاظ داخل ہو گئے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے آج بھی صدر بازار یا کسی چھاؤنی میں نو وارد وحشی گوروں اور سودے والوں یا خدمت گاروں کی گفتگو سن سکتے ہیں۔ اسے جانے دیجیے ہندوستان کے کسی حصہ میں جائیے اور انگریزی اسکول تلاش کیجیے۔ آپ دیکھیں گے کہ نصف سے زیادہ انگریزی الفاظ ان لڑکوں کی گفتگو میں شامل ہو گئے ہیں۔ اور اب تو یہ لے نثر ہی تک ختم نہیں ہوئی بلکہ نظم تک پہنچ گئی ہے۔ انگریزی اسکولوں کی طرح عربی مدارس میں بھی ایک نئی زبان بنتی جاتی ہے جس میں آدھے عربی الفاظ ہوتے ہیں۔

الغرض صرف اختلاط ایک ایسا سبب ہے جسے ہم اُردو کا موجب خیال کر سکتے ہیں اور یہی اختلاط سے جو زنانہ بازار میں بھی ظہور پذیر ہو رہا نظر آرہا ہے۔ اسے مصنوعی سبب کہنا مصنف صاحب کی غلط فہمی ہے۔ ہاں اس ایجاد کی قیمت پر مصنف صاحب نے اپنی طرف سے جو گل کاریاں کی ہیں وہ البتہ قابل داد ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:—

"محل کے لڑکوں نے یہ مخلوط زبان سیکھی اور باہر آکر ارکان دولت کے فارسی محاورے سُنے تو دونوں زبانوں کے اختلاط سے اس کے اور بھی رنگ آمیزیاں کیں اور اس کا آب و رنگ اور بھی نمایاں ہو گیا۔"

پہلے محل کے رنڈوں نے اُردو کی ترقی میں نمایاں کام کیا۔ محل کے اندر رہتے تو ہندی یا بھاکھا سنتے تھے اور باہر آئے تو فارسی محاورے یاد کرنے لگے اس رنڈھیائی زبان کا نام ریختی اُردو ہو گیا۔

خدا کے لیے ذرا ہوا اس کی فصد کھلوائیے آپ نے کتاب لکھی ہے یا صاحبان تصنیف و تحقیق کا منہ چڑھایا ہے۔ ان لڑکوں کی مادری زبان وہ تھی جسے اُنھوں نے آغوش مادر میں حاصل کیا تھا اور تعلیمی زبان عموماً فارسی و عربی تھی اس بیان سے کوئی اضافہ اسباب ایجاد اُردو میں نہیں ہوا۔ ہاں جب محل اور بیگمات جیسے کتاب میں جڑ گئے اور ناظرین پنچ کی دل لگی کا موجب ہوئے۔ جناب شعر الہند صاحب! زنانی بول چال اور مردانی بول چال میں فرق جس طرح اُردو میں ہے اسی طرح پنجابی بھاکھا میں بھی ہے زنانی گفتگو کا لہجہ الگ ہے الفاظ مخصوص ہیں۔ محل میں لڑکوں نے جو زبان سیکھی قاعدے سے وہ زنانی زبان ہونی چاہیے اگر زنانی زبان فارسی محاورات کے ساتھ مل جل کے اُردو تیار ہوئی تو آج اُردو میں زنانے مردانے طرز ادا و الفاظ کا فرق کیونکر پیدا ہوا؟

زنانی زبان تو وہ تھی جس میں سیکڑوں تشبیہ بیان تمام تین کے موجود ہیں۔

پیارو کیسے پتہ لگت ہے جہاں کی بڑی بڑی تفصیلیت ہو گی گھر پیارو دور ہو گو سر جاسی پیچ گرگٹ شام ہو جوت۔ مردانی زبان یہ تھی۔

تن گمر سیہوے تحفۃ الہند میں ارشاد ہے ... گیان آئے ... ان دونوں کا فرق صاحبان معرفت سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ اگر آپ کو زنانہ سو مجھے تو ہم زنانہ اور نہیں ہیں ہم ہرگز یقین نہیں کر سکتے کہ محل میں پرورش پائے ہوئے لڑکوں کو زنانی گفتگو اختیار کرنے کی اجازت دی گئی ہوگی۔ اگر آپ کی فرضی کتاب تاریخ شعرائے اُردو میں ایسے مہمل اسباب ترقی اُردو یا ایجاد اُردو کے ذیل میں لکھے ہیں تو وہ نہایت بیہودہ کتاب ہے اُس کی بیہودگی کا ادنیٰ ثبوت یہ ہے کہ آپ نے جو کچھ اس کتاب سے نقل کیا اُس نے آپ کی تصنیف کو بھی مہمل کر دیا۔

آپ نے شعر الہند میں جا بجا تذکرہ نویسوں پر اعتراض فرمایا ہے کہ وہ تاریخی واقعات میں قیاسات خیال کرتے ہیں جس کا مطلب دوسرے الفاظ میں یہ ہوا کہ تاریخی واقعات کے لیے شہادت ثبوت ہے نہ قیاس۔ اب فرمائیے کہ زنانہ بازار جو آپ نے لگایا پھر رنڈوں کے اندر باہر جانے کا افسانہ گڑھ کے جو آپ نے اسباب ایجاد یا وجہ رونق اُردو میں داخل فرمایا یقینی ہے یا نہیں؟

پھر ان فصیح و بلیغ جملوں کے معانی پر بھی ایک نظر ڈالیے جنھیں ہم نے نقل کیا ہے "آکر انھیں خرید و فروخت کرتے تھے" یا "مخلوط زبان سیکھی اور باہر آکر ارکان دولت کے فارسی محاورے سُنے"

(باقی آئندہ)



زاغلول :- چاہے تم کچھ ہی کرو - میں نے جو دل میں طے کر لیا وہی طریقہ اختیار کروں گا "
جان بل :- دیکھو تمھاری صورت دیکھتے ہی بچہ (سوڈان) سہم گیا - آخر تم چاہتے کیا ہو ؟
زاغلول :- تمھارے مکر سے نجات ! تمھارے فریب سے چھٹکارا ! !
سوڈان :- ارے مشکل ہے - ہائے مشکل ہے "

مولانا پنچ کی نوٹ بک

ایک دن رقیب سے بھی بگڑنا ضرور ہے
میرے تمہارے شرط اسی بات پر سہی

چاہے پلے سرے کا جھوٹا ہو مگر بعض اوقات انسان کے منہ سے ایسے کلمات نکل جاتے ہیں کہ خواہ مخواہ اُن کی سچائی ماننی پڑتی ہے دیکھو (اخبار) سیاست مورخہ ۱۰ جون سنہ ۲۶ء حافظ وہبہ صاحب ابن سعود کی طرف سے گفتگوئے مصالحت کرنے ہمارے دوست سید حبیب شاہ مشہور شریفی در کرد مدیر سیاست لاہور کے پاس آئے تو کہنے لگے کہ میں ابن سعود کا حامی اس لیے ہوں کہ وہ خود نیک آدمی ہے۔ قابل ہے طاقتور ہے۔ اور کوئی اسلامی طاقت ایسی نہیں جو اسکو حجاز سے نکال سکے۔ پہلے فقرے تو خیر مگر آخری جملہ ذری قابل شرح ہے۔ یعنے حافظ جی (خدا انھیں حافظ باصطلاح خاص بھی کردے) ترکوں کے حامی نہ تھے کیونکہ انھیں شریف حسین نے عرب سے نکال باہر کیا شریف حسین اسوجہ سے نگاہ حق بیں میں غیر قابل رضا ٹھہرا کہ اُسے ابن سعود نے دربدر خاک بسر کیا۔ رہ گئے آوے قرآن کے حافظ جناب اسٹار آف انڈیا سلطان ابن سعود صاحب رحمت علیہ مراحم الافرنج تو انھوں نے ایسے آسان شرائط پر معاہدے کے کھٹکے میں اپنی دُم باندھی ہے کہ واقعی انگریز اگر انھیں باب اظہار نیاز کیشی و فرمانبرداری دائرہ خدمت گزاری و نمک بحلال خواری خاص سے خارج کردیں تو ان سے زیادہ کوئی بیوقوف نہیں۔ آجکل اپنے صلب سے پیدا شدہ بچہ تو اپنا ہوتا نہیں۔ اس رشید وحید ازلی نے وہ ننگ گوارا کیا جو کوئی صاحب اعتبار شخص کبھی قبول نہ کرتا۔ آج بیدہ دُنیا پر کون سلطان ہے جو "ہز ہائی نس" لکھے جانے پر خوش ہو؟ یا جس کے یہاں سفیر کی جگہ ریزیڈنٹ مقرر کیا جائے اور وہ راضی رہے۔ یا جسے "اسٹار آف انڈیا" کا لقب ملے اور وہ زمین پر پاؤں دھرتے کے آسمان پر اُڑتا پھرے۔ ع ہندوستان بھی عجب چیز ہے جس کے ستارے ہر افق پر تاباں جیسکی افشاں ہر جبین عروس پر موجود ہے ع

کعبے سے ان بتوں کو بھی نسبت ہے دور کی

پس اسٹار آف انڈیا صاحب کے طالع کا شرف اُسوقت تک ضرور باقی رہے گا جب تک برج عقرب اطاعت فرنگ سے باہر قدم نہ نکلے لیکن آرزوئیں اور پھر ندیدے لالچی کی آرزوئیں بیر بہوٹی کی طرح ہاتھ پاؤں سمیٹے پڑی رہیں یہ ناممکن ہے۔ ابن سعود صاحب ہرگز خلیفہ ہارون رشید والے ابوالحسن نہیں ہیں جس نے ایک روز کے لیے خلافت محض محلے کے مؤذن کو سزا دینے کی غرض سے طلب کی تھی خلیفہ نے اُسکی آرزو پوری کردی اگر وہ لالچی ہوتا تو دن بھر میں پورا خزانہ شاہی اپنے گھر بھجوا دیتا مگر اُس نے وہی مقصد پورا کیا جو بہت دنوں سے دل میں تھا۔ گو حضرت اسٹار آف انڈیا کی دیرینہ بلکہ پشتینی آرزو قبے گرانے مسجدیں ڈھانے قبریں کھودنے اور اپنے اعتقادات بجبر منوانے تک بالفعل محدود ہے مگر حجاز میں اس ضروری فرض سے فراغت کے بعد کیا ہوگا؟۔

وہی خالی خولی تمنّائے آزادی کا مقتضٰے۔

ہز ہائی نس

بعض کتب لغات کے مطالعے سے معلوم ہوا کہ "ہز ہائی نس" فارسی الاصل ہے۔ کوئی خیالوجی (علم اصول اللغات) کا ماہر ملتا تو اُس سے پوچھتے کہ یہ خیال صحیح ہے یا نہیں۔ بھئی دل تو یہ کہتا ہے کہ کچھ نہ کچھ اصلیت ضرور ہے۔ لفظ و معنی میں لگاؤ ہو یا نہو۔ اکثر ہز ہائینسوں کا طرز عمل مجبور کرتا ہے کہ یہ معنی قبول کرلیے جائیں۔ اگرچہ بہ تکلف۔

جزو اول ہز مخفف ہیز بمعنے ہیچکارہ۔
جزو دوم ہا مخفف ہاں کلمۂ اقرار۔
جزو سوم ئی نس مخفف این است۔

ہزہائینس مخفف ہیز ہاں۔ این است کا فہم و تدبر۔

بحری قزاق

مرزا باقر حسین صاحب موزوں بی ایس سی کا نو تصنیف ناول ہے۔ قصہ نہایت دلچسپ ہے۔ پلاٹ میں بھی ایک جدت ہے۔ حسن و عشق بھی ہے طمع و حرص بھی ہے۔ رقابت بھی ہے متحیر کرنے والے واقعات بھی ہیں۔ اسرار بھی ہیں شجاعت بھی۔ ظلم و جفا بھی ہے۔ عجیب مناظر بھی ہیں لکھائی چھپائی بھی ہے۔ منیجر جنٹلمین بکڈپو امین آباد لکھنؤ سے عہ قیمت پر کتاب مل سکتی ہے۔

تشریح الاوزان

یہ وہی کتاب ہے جسے کوئی صاحب ہمارے دفتر سے اُڑا لے گئے اب مصنف (مسٹر علی احمد زاہد جبلپوری) نے دوبارہ اس لیے بھیجی ہے کہ خواہ مخواہ ہم کچھ اسپر ضرور لکھیں۔ مختصر یہ ہے کہ ان چند اوراق میں فاضل و سنجیدہ مصنف نے قدیم و جدید تول ناپ کی پوری توضیح کی ہے۔ گنتی مقدار وزن پیمائش سے متعلق عربی فارسی بنگالی انگریزی طبی ڈاکٹری بزازی بقالی۔ شرعی سطحی عمقی حسابی نقدی غرض کوئی چیز بھی نہیں۔ نہایت ضروری چیز ہے۔ قیمت عہ ایس اے احمد اینڈ کمپنی جامع مسجد جبلپور سے مل سکتی ہے۔

سوال بے ہنگام

موصل سے معاہدہ خدانخواستہ اس غرض سے تو ہوا نہیں کہ میاں جان بل اپنا بوریا بدھنا نو دو گیارہ ہو جائیں سچ پوچھیے تو دل میں کھٹک یہی تھی کہ ترک چھری تلے دم نہیں لیتے تھے۔ جب کچھ اطالیہ کی دھمکی کچھ الصلح خیر من القتال کچھ اندرونی و بیرونی مصالح نے اونے پونے معاملہ کروا دیا۔ ترکوں کے عراقی حدود منقح ہوگئے تیل کی کان سے پچیس برس تک دسواں حصہ تیل [illegible]

حشر میں ملے گا۔ بھاگتے بھوت کی لنگوٹی ہے۔ مگر اس مصالحت پر ہندنی پارلیمنٹ میں ایک بے تکا ایسی بے ڈھنگی بات پوچھ بیٹھا کہ ہمیں بھی تو غصہ آگیا قریب ہوتا تو منہ نوچ لیتے یہ بھی کوئی سوال ہے کہ عراق کا چار سالہ معاہدہ باقی رہے گا یا نہیں۔ مگر بڑا باظرف ہے کیا نڈر لارڈ کمبیسن کا اُنھوں نے منہ توڑ جواب دیا "کیا کہوں کچھ کہہ نہیں سکتا"۔ اور سے صاحب کہنا سُننا کیسا۔ ترک پچیس برس تک چُپ بیٹھے رہیں گے تو کیا ہم پچاس سال تک معاہدہ رکھنے کے مستحق نہیں۔ اگر معاہدہ کھینچنی واجب ہے تو چار کے منہ سے میں دو جھڑ اور بڑھانے پڑیں گے۔

عظیم سانحہ

کیا کہیں خدا جانے یہ اخبار نویس یا ایسوسی ایٹڈ پریس کے کارکن کس خواب غفلت میں رہتے ہیں۔ مرحوم و مغفور نواب عماد الملک مولوی سید حسین بلگرامی کوئی ایسے گمنام شخص نہ تھے کہ ہفتوں انکے انتقال کی خبر کسی اخبار میں نہ دکھی جائے جبکہ اونے ادنے طالبعلم بھی یوں چُپ چُپاتے نہیں مرتے۔ نواب مرحوم ایک عالم متبحر تھے۔ عربی اور انگریزی میں کامل مہارت رکھتے تھے آپ نے ۸۰ برس کی عمر میں صدہا علمی خدمتیں انجام دیں۔ آپ ریاست حیدرآباد کے رکن رکین رہے تھے کئی کئی یونیورسٹیوں کے فیلو تھے۔ آپ کا مرنا یقیناً قوم پر کڑا شاق ہوگا۔ اب یہ دوسری بات ہے کہ علیگڈھ یونیورسٹی کو چنداں گراں نہ گزرے اور وہ خاموش رہے یا یہ معنی کہ آپ کی مخلصانہ کوششوں نے مدرسۃ العلوم کو بہت نفع پہنچایا تھا اب احسان کا بوجھ اُتر گیا۔ نواب مہدی یار جنگ بہادر ایک ایسے خلف ہیں جو اپنے مرحوم و محترم والد کے نام کو ہمیشہ زندہ رکھینگے۔

آدمی زادہ چوں شود بیکار
یا شود دُزد یا شود بیمار

عورتوں کی زبان زد ایک مثل ہے "بڑھو [illegible] اسکا مفہوم یہ ہے کہ جب مرزا [illegible] تو کھٹیا جھیل سے بیٹھے کیا فائدہ اٹھا سکے

جان کیرن نہ دو بمبئی کی خبر ہے کہ وہاں کی پولیس نے ایک آوارہ گرد کو جسے روزگار نہ تھا گرفتار کیا جن پہ "الندامہ" کا مقولہ ہے: الجسٹریٹ دام البولیس مذ مجسٹریٹ صاحب نے ملزم کو ۲ مہینہ کی سزا عنایت فرمائی۔ (اسٹرکرے انکے بیٹے جیسے) ملزم کہتا رہا کہ خدا کے لیے سزا ذرا لمبی دیجیے۔ میری بسر اوقات کا کہیں سے سہارا نہیں ہے بلا سے قید خانے میں ہونگا دوزخ بھرنے کے لیے تیرے میرے آگے ہاتھ پھیلانا تو نہ پڑے گا مگر مجسٹریٹ صاحب نے ایک نہ سنی پھر اُس نے درخواست کی کہ حضرت یہ نہیں مجھے وطن ہی بھیج دیجیے۔ مگر یہ بھی نامنظور۔

ہندوستان غیروں کا پیٹ بھرتا ہے لیکن خود اسکے بچے یوں تباہ ہیں کہ پیٹ پالنے کی غرض سے انھیں جیل خانے میں بھی جگہ نہیں ملتی ہم سے پوچھیے تو یہ ترکِ روزگار کچھ بیوقوف سا ہے کیا ملتے کہ زیادہ سزا کی خواہش تھی تو کیوں سیاسی لیڈر نہ بن گیا۔ ہمارا [illegible] کی تقریریں جو [illegible] پر کرتا آپ سے آپ طویل مدت کے لیے سرکاری مہمان ہو جاتا۔

رسوا ہوئی خراب ہوئی مبتلا ہوئی
کیا جانیے کہ دیکھتے ہی سکو کیا ہوئی

ماشاءاللہ محبوبہ اندور ملی ممتاز بیگم کا ایک زمانہ تھا کہ بحوست کی آنکھوں کی پتلی بنی ہوئی تھیں۔ انکے حرکات سکنات سے ملکی اخبار نگاروں کے قلم کو ایسا شغف پیدا ہو گیا تھا کہ انھوں نے [illegible] بھی لی تو نمائندہ اخبار صاحب نے [illegible] بھر میں ڈھنڈورا پیٹ دیا گویا بطفیل [illegible] سرکار [illegible] امام ہو گئے تھے۔ [illegible] ممتاز بیگم صاحب نے [illegible] باقی خیریت ہے [illegible] نہیں [illegible] شام کی خبر ہے کہ [illegible] لکھنؤ میں [illegible] اگر [illegible] ملک [illegible]

ولا تاب۔ (۳) تین دربن پولیسمین اور ایک افسر نخرے کی حفاظت پر متعین ہیں کہ مبادا مہاراجہ کو نخرا دے بھاگیں (۴) آج کچھ دنوں سے ایک یوروپین افسر اس بات کی جانچ کر رہا ہے کہ مہاراجہ نے کتنی مرتبہ نقداً نقد پورے [illegible] سے بالجبر حاصل کیے "وعلی ہذا القیاس۔

مگر اب زمانے کی ناقدری دیکھیے کہ سمن پر "اطلاع یابی" رکھنے کے بعد اُن کے سگے شوہر کچہری میں حاضر نہ ہوئے تو مقدمہ خارج کر دیا گیا۔!!

الملتقطات من المطبوعات

روئے سادہ پر جو داغ گرچہ موذی ہے لیکن حسن افزا بھی اور مردانگی کی علامت بھی چنانچہ ہنگری کے وزیر اعظم لیگ آف نیشنس کے ایوان میں کچھ باتیں کر رہے تھے ایک دل جلے نے آؤ دیکھا نہ تاؤ آتے ہی اچھی طرح تھپڑ رسید کیا کہ دھجیاں اُڑ گئیں۔ سُنتے ہیں کہ وہ [illegible] رخسار پر رعنا کرنے والا بہادر کسی جمہوریت خواہ جماعت کا سکریٹری تھا۔ [illegible] کے وقت [illegible] یہ تحفہ [illegible]

سمن حسب آرڈر ۵ قاعدہ ۵ ضابطہ دیوانی

سمن لغرض قرار داد امور تنقیح طلب

مقدمہ نمبر [illegible] سنہ ۱۹۲۵ء

بعدالت جناب [illegible] سب جج بہادر سلطانپور [illegible] پرگنہ [illegible] ضلع سلطانپور — مدعی

بنام شیخ محمد [illegible]

بنام شیخ محمد [illegible] ولد شیخ [illegible] ساکن [illegible] پرگنہ [illegible] ضلع سلطانپور — مدعا علیہ

واضح ہو کہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش [illegible] دائر کی ہے لہذا تمکو حکم ہوتا ہے کہ تم [illegible] جون سنہ ۱۹۲۶ء وقت [illegible] بجے [illegible] یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حال سے [illegible] حاضر ہو اور [illegible] جواب دہی [illegible] کو ساتھ لاؤ [illegible]

مطلع رہو کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا۔

آج بتاریخ [illegible] سنہ ۱۹۲۶ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

مہر عدالت

دستخط حاکم عدالت انگریزی

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی

کا

منظوم سفر نامہ عراق

عجیب دلچسپ نظم ہے جسے ۔۔۔ شاعرانہ ۔۔۔ سے فائدہ اٹھایا ہے قیمت فی جلد ۔۔۔ ۶

ٹکٹ ۔۔۔ اور منی آرڈر بھیجئے ۔۔۔

المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

اودھ پنچ لکھنؤ ۲۴-۱۹۲۵ء

کی چند مکمل جلدیں دفتر میں برائے فروخت موجود ہیں قیمت فی جلد ۔۔۔ مع محصولڈاک ۔۔۔

مشتاقین جلد طلب فرمائیں

منیجر اودھ پنچ۔ لکھنؤ

شرائط ایجنسی

(۱) نقد روپیہ پیشگی جمع کرنا ہوگا۔

(۲) رقم جمع شدہ کے ادا ہوتے ہی پرچہ کی روانگی موقوف کردی جائے گی۔

(۳) پانچ پرچہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کی جائیگی

(۴) بحساب ۔۔۔ آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہوگا اور چہارم کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا ۔۔۔ خاص حالت میں ۔۔۔ پرچہ واپس نہ لیے جائیں گے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ